تحریر یافت بقلم خاص مرثیہ مرزا دبیر صاحب" ۳ محرم الحرام ۱۲۸۲ھ مطابق ہے ۲۸ مئی ۱۸۶۵ء کے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مرثیہ مرزا صاحب کی وفات سے دس برس پہلے کا لکھا ہوا ہے اور اصل مرزا صاحب کے قلم سے نقل ہوا ہے۔ کاتب ایک خاتون ہیں جن کا قلم صاف اور اچھا ہے۔

مجھے اس کا مطبوعہ نسخہ نہیں مل سکا، اس لیے یہ متن ایک قدیم نسخے کی روایت پیش کرتا ہے یہی اس کی اہمیت ہے۔

مرثیہ:

جب موسم جوانی اکبر گزر گیا

۴۳ بند

بیان شہادت حضرت علی اکبرؑ

۱ جب موسم جوانی اکبرؑ گذر گیا مطلع یعقوبؑ کربلا کا قرار جگر گیا
نکلے جو ڈھونڈنے کو تو نورِ نظر گیا چلاتے تھے دارے مرا یوسفؑ کدھر گیا
زندان میں اسیر ہوا یا سپاہ میں
تیغ ہوئی زمیں پہ گرا، یا کہ چاہ میں

۲ امت نے کچھ رعایتِ خیر البشرؐ نہ کی ہم شکل مصطفےٰؐ سے بھی کچھ درگذر نہ کی
بن بیاہے پن پہ ہائے کسی نے نظر نہ کی بانو کا باغ لوٹ لیا اور خبر نہ کی
کاٹا نہالِ تازہ ہمارا غضب کیا
زینب کے پالے پوسے کو مارا غضب کیا

۳ بیٹا لہو میں لال ہے منہ ان کا زرد ہے زلفوں میں بال بال بیاباں کی گرد ہے
واں لب پہ العطش ہے یہاں آہِ سرد ہے واں نیزہ ہے جگر میں یہاں دل میں درد ہے
رونے پہ شہ کے صاحبِ اولاد روتے ہیں
وہ حال ہے کہ دیکھ کے جلاد روتے ہیں

۴ یعقوبؑ یوں پھرے نہ تھے یوسفؑ کی چاہ میں تاریک آسماں و زمیں ہے نگاہ میں
تھالے لہو کے سوکھتے تھے قتل گاہ میں ہاتھوں سے لاش ڈھونڈھتے ہیں گر کے راہ میں
جو پوچھتا ہے گم ہوئی کیا شے حضور کی
فرماتے ہیں تلاش ہے آنکھوں کے نور کی

۵ دولت ملی ہے خاک میں اٹھارہ سال کی   سو خاک چھانتا ہوں میں دشتِ قتالؑ کی
للّٰہ دو خبر کوئی بانو کے لال کی   چھائی ہے میرے لال پہ بدلی زوال کی
ڈھونڈھے کہاں حسینؑ کدھر جائے کیا کرے
معذور آنکھوں سے نہ کسی کو خدا کرے

۶ ہر سو پکارتے تھے کہ اکبرؑ، پکار لو!   جانی جواب دو، میرے دل بر، پکار لو!
اے ثانیٔ جناب پیمبرؐ، پکار لو!   میرے جوانا مرگ دلاور، پکار لو!
پوچھا ہے سب سے چار طرف کی تلاش بھی
بچھڑے تھے کس گھڑی کہ نہیں ملتی لاش بھی

۷ اے عاشقِ حسینؑ! سنبھالو حسینؑ کو   زغے سے ظالموں کے بچالو حسینؑ کو
تلواریں پڑ رہی ہیں، چھپالو حسینؑ کو   کس جا ہو، کس طرف ہو، بلالو حسینؑ کو
پالا تھا تم کو ہاتھ پکڑنے کے واسطے
یا ایڑیاں زمیں پہ رگڑنے کے واسطے

۸ کہتے ہیں دست و پا نہیں قابو میں جی نہیں   قوت نہیں حواس نہیں زندگی نہیں
زینبؑ کی اور سکینہؑ کی یاد اس گھڑی نہیں   تم تھے تو سب تھے تم جو نہیں، اب کوئی نہیں
زائل ہماری آنکھوں کی بینائی ہو گئی
تنہا تو تھے اب اور بھی تنہائی ہو گئی

۹ دنیا سے میرے قافلے والے گذر گئے   تم بھی کنارہ وقتِ ضعیفی میں کر گئے
سن لینا ڈھونڈ ڈھونڈ کے ہم تم کو مر گئے   ہے ہے کدھر گئے علی اکبرؑ، کدھر گئے
صادقؑ کے ہم شبیہ ہو صادقؑ کے پیارے ہو
صغرا کے لینے کو تو نہیں تم سدھارے ہو

۱۰ اے میرے نامراد پسر، اے بلانصیب   دو روز سے تمہیں نہیں آب و غذا نصیب
برچھی بھی اب لگی تو کلیجے میں یا نصیب   پر خوش ہوا جنابِ الٰہی، خوشا نصیب
کل تمغے میں حشر کے عزت سے آؤ گے
شیعوں کے نوجوانوں کو تم بخشواؤ گے

۱۱ خنجر بکف کھڑے ہیں رسالے مدد کرو   گھیرے ہوئے ہیں برچھیوں والے مدد کرو
ماں کے جگر پہ چلتے ہیں بھالے مدد کرو   بنتِ علیؑ کی گود کے پالے مدد کرو
بیٹا جواب دو کہ مرے دل کو کل پڑے
وہ وقت ہے کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

۱۲ پیارے، ہمارے حال کی تم کو خبر نہیں   ٹوپی کہیں پڑی ہے، عمامہ مرا کہیں
نے آسمان اب نظر آتا ہے، نے زمیں   تن خستہ، سینہ چاک جگر شق ہے، دل حزیں
آنسو ہیں گو کہ آنکھوں میں میرے بھرے ہوئے
تم سامنے ہو ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے

۱۳ کیا کیا تڑپ تڑپ کے بیاں شاہ نے کیا   اکبر کو دردِ دل نے تو واں لوٹنے دیا
دردِ جگر سے بیٹھ گئے شاہِ اولیاؑ   تڑپے حسینؑ اور کلیجہ پکڑ لیا
چلائے آہ کون سی صورت نکالوں میں
فرزند کو پکاروں کہ دل کو سنبھالوں میں

۱۴ اے کردگارِ لم یزل! آہ، الغیاث   نانا! چھری جگر پہ چلی، آہ، الغیاث
یا مرتضیٰؑ علیِ ولی، آہ، الغیاث   زینبؑ نے خاک منہ پہ ملی، آہ، الغیاث
اے موت تو ہر ایک سہارے کو لے گئی
مقتل سے کس طرف مرے پیارے کو لے گئی

۱۵ اے آسماں! زمیں کا ستارا کدھر گیا   اے آفتاب چاند ہمارا کدھر گیا
اے نہر! تشنہ لب مرا پیارا کدھر گیا   اے عرش و فرش، نور تمہارا کدھر گیا
اے خاکِ پاک، دُرِّ نجف کی تلاش ہے
اے کربلا بتا، کدھر اکبرؑ کی لاش ہے

۱۶ ناگاہ اک طرف سے صدا آئی، الوداع   بابا حسینؑ آؤ، قضا آئی، الوداع
لینے کو روحِ شیرِ خدا آئی، الوداع   سر ننگے دادی خیرِ نساؑ آئی، الوداع
لیکن یہ عرض ہے کہ نہ گھبرا کے آئیو!
اماں کو میرے خیمے میں بٹھلا کے آئیو!

۱۷ بچے کہیں نہ ہو کے ہراساں نکل پڑیں — بہنیں نہ بال کر کے پریشاں نکل پڑیں
سیدانیاں نہ باسرِ عُریاں نکل پڑیں — ایسا نہ ہو، مری پھوپھی اماں نکل پڑیں
ہوگا مقامِ خندہ زنی اہلِ شام کو
اللہ آبرو سے اٹھالے غلام کو

۱۸ بولے حسینؑ کہنے کے پرسے کا دھیان ہے — اس آن بھی تمہاری وہی آن بان ہے
سینے میں پھل ہے برچھی کا ہونٹوں پہ جان ہے — یہ سب حمیّتِ شہِ مرداں کی شان ہے
خاطر نشاں رکھو ابھی سب ہیں خیام میں
مغرب کے وقت ہوئیں گے بلوائے عام میں

۱۹ یہ کہہ کے بے خودی میں اِدھر اور اُدھر گئے — فرزندِ بامراد کی آواز پر گئے !
بو ایک جا کی سونگھ کے مولا ٹھہر گئے — جھک جھک کے بولے جیتے ہو بیٹا کہ مر گئے
ماتھے سے ماتھا سینے سے سینہ لگانا ہے
یہ پائنتی ہے یا کہ تمہارا سرہانا ہے

۲۰ آیا حسینؑ آیا، کدھر تم ہو اے پسر؟ — اکبر پکارے، قبلۂ و کعبہ ادھر، ادھر
ہے ہے حضور، ضعفِ بصارت ہے، اس قدر — پہلو میں ہے غلام، اور آتا نہیں نظر
یوں مڑ کے لاش پر شہِ غمناک گر پڑے
گویا زمیں پہ قُبّۂ افلاک گر پڑے

۲۱ منہ چوم کر مزاجِ پسر پوچھنے لگے — پر سب سے پہلے زخمِ جگر پوچھنے لگے
وہ شکر کر کے حالِ پدر پوچھنے لگے — بہنوں کی، ماں پھوپھی کی خبر پوچھنے لگے
شہ بولے پوچھتے ہو تم اے خوش خصال کیا
چھریاں جگر پہ جن کے چلیں ان کا حال کیا

۲۲ وہ بولے، میں بھی سب کے لیے بے قرار ہوں — اس پرورش کا آپ سے امیدوار ہوں
گھر میں چلو تو ماں کے قدم پر نثار ہوں — مل لوں پھوپھی سے بھی کہ ابھی ہوشیار ہوں
پھر ہم کہاں، عزیز کہاں، اقربا کہاں
برچھی اجل کی دل پہ لگی، پھر شفا کہاں

۲۳ گودی میں لاش لے کے چلے شاہِ نامدار — فضّہ کھڑی تھی راہ میں اس وقت بے قرار
آ کر کہا یہ کان میں رانڈوں کے ایک بار — اکبرؑ کی لاش آتی ہے، بانو سے ہوشیار
جیتی تھی جس کو دیکھ کے وہ قتل اب ہوا
اللہ شہ کی خیر کرے، کیا غضب ہوا

۲۴ بانو کی اوٹ کر کے کھڑے ہو گئے حرم — گھبرا کے بانو بولی، ارے لوگو سمجھے ہم
آمد ہے لاشۂ علی اکبرؑ کی، ہے ستم — شہؑ کو خدا کے واسطے گھٹتا ہے میرا دم
عزت سے لائے شاہِ امم کے فدائی کو
رستے میں جاؤں لاش کی میں پیشوائی کو

۲۵ تسکین سب نے دی کہ تمھیں کیا خیال ہے — زندہ خدا کے فضل سے حضرت کا لال ہے
بولی، خدا یونہی کرے، پر جی نڈھال ہے — ہو خیر اس کی جان کی میٹھا یہ سال ہے
رن سے صدا ابھی کسی بسمل کی آئی تھی!
برچھی کسی جواں نے کلیجے پہ کھائی تھی!

۲۶ ناگاہ لائے بیٹے کے لاشے کو شاہِ دیں — مسند پہ جب لٹایا تو ہلنے لگی زمیں
بیبیوں کی صف نے ہاتھ بڑھا کر بلائیں لیں — سب چپ رہے کہ پشت پہ تھی بانوئے حزیں
ماتم کو ہاتھ سینے پہ لا لا کے رہ گئے
ہونٹوں پہ لفظ بین کے آ آ کے رہ گئے

۲۷ سیدانیوں کی صف سے بڑھی زینبِ حزیں — جی میں کہا کہ اب یہ خبر چھپنے کی نہیں
انصاف سے ہے دور کہ بانو نہ ہو قریں — لیتا ہے الٹی سانس یہ محبوب نازنیں
اکبر کا وقتِ نزع ہو بالیں پہ ماں نہ ہو
ماتم میں تیرے پالے کے شور و فغاں نہ ہو

۲۸ صندوق فاطمہؑ کے تبرّک کا وا کیا — کپڑوں سے ایک سوگ کا جوڑا جدا کیا
بانو کے پاس لا کے یہ محشر بپا کیا — اٹھو، فلک نے تم کو بھی صاحبِ عزا کیا
بھابھی سنوارو تن پہ لباسِ بتولؑ کو
[illegible]

۲۹ بانو پکاری، میں کسے روؤں بتایئے — اکبرؑ تو خیر سے ہے، شتابیؑ سنایئے
زینبؑ نے ہاتھ پکڑا کہ لاشے پہ آیئے — وہ بولی خاک تو مرے منہ پر لگایئے
ہے ہے یہ کوئی بانو سے پہلے نہ کہہ گیا
لاشے کی پیشوائی کا ارمان رہ گیا

۳۰ خواہش نہیں کنیز کو رخت سیاہ کی — مجھ کو تو خاک چاہیے اکبرؑ کی راہ کی
لاش آئی ہم شبیہ رسالت پناہ کی — میں نے نہ خوں منہ پہ ملا اور نہ آہ کی
ہمراہ روحِ احمدِؐ مختار ہوئے گی
اب حشر کو نہ آنکھ مری چار ہوئے گی

۳۱ زینبؑ پکاری، سینے میں دم ہے برائے نام — تم ننگے سر نکلتیں تو بس کام تھا تمام
اے بانوئے امام یہ ہے ضبط کا مقام — ہونٹوں سے اُس کے کان لگاتے ہیں جب امام
کہتا ہے اب غلام بہت بے حواس ہے
جتنا جگر میں درد ہے اتنی ہی پیاس ہے

۳۲ یہ سن کے پیٹتی ہوئی دوڑی وہ یک بیک — لاشے پہ یوں گری کہ لرزنے لگے فلک
کچھ پاس تھا نہ صدقے کو، روئی بلک بلک — ماتھے سے سر ملا کے اتارا قدم تلک
اکبرؑ نے غش میں پوچھا، یہ کون اے امام ہے
بانو پکاری، کوکھ جلی جس کا نام ہے

۳۳ اکبرؑ نے لب ہلائے، فدا ہم، نثار ہم — اماں ہیں آماں بندے کی، آنکھوں پہ یہ قدم
جنت میں یاد آئیں گے یہ پیار یہ کرم — اب کیجیے مدد کہ نہ سختی سے نکلے دم
غلبہ ہے تشنگی کا تمہارے غلام پر
اکبر کو دودھ بخشیے اصغرؑ کے نام پر

۳۴ اک آہ سرد بانو نے منہ پھیر کر بھری — بولی نہ منتیں کرو اے اکبرؑ جری
قرباں میں بھی، دودھ بھی اور حقِ مادری — خاک ایسے دودھ پر کہ مٹی شانِ حیدری
پانی کو ترسے بسمل تیر و سناں ہوئے
تم میرا دودھ پی کے نہ پورے جواں ہوئے

۳۵ ناگاہ، سانس سینۂ مجروح میں اَڑی — کھینچ کھینچ کے ہاتھ پاؤں ہوئے سرد اس گھڑی
ہچکی کے ساتھ منہ سے انگوٹھی نکل پڑی — کلمے کی انگلی قبلے کی جانب ہوئی کھڑی
ماں سے کہا خدا کی حضوری میں جاتا ہوں
قبلے کو ہاتھ جوڑ کے بولے کہ آتا ہوں

۳۶ یٰس پڑھ کے حمد الٰہی بیان کی — لَو لگ گئی خدا سے پھری لَو جو کان کی
آسان موت کر گئے ہر اک جوان کی — بن بیاہے دوستوں پہ نثار اپنی جان کی
منکا خدا کی یاد میں تکیے پہ ڈھل گیا
بھرّا کے یاعلی، کہا اور دم نکل گیا

۳۷ خلعت نئے خریدے تھے جو بیاہ کے لیے — لاشے کے گرد کھول کے بانو نے رکھ دیئے
مُردے کے سامنے گئی اور یہ بیاں کیے — واری پسند کرو تو بانو کفن سیئے
ارمان میرے جی میں بھرے کے بھرے رہے
تم چل بسے اور آہ یہ جوڑے دھرے رہے

۳۸ میں بے نصیب اب کسے دولہا بناؤں گی — تم تو سدھارے مائیوں کس کو بٹھاؤں گی
مانجھے کے زرد کپڑے کسے اب پنہاؤں گی — دولہا بتاؤ کس کی دولھن بیاہ لاؤں گی
کیوں لال، وقت خاک میں ملنے کا آ گیا
مہندی ملی گئی نہ اُبٹنا ملا گیا

۳۹ غل پڑ گیا کہ اکبرِ مظلوم مر گئے — بولی سکینہ لو مرے بھیا گذر گئے
بانو نے کی فغاں مجھے برباد کر گئے — اے لوگو میرے گھر سے پیمبرؐ کدھر گئے
دوڑو، بہو بتولؑ کی آفت میں گھر گئی
جھاڑو آنچل کی آج مرے گھر میں پھر گئی

۴۰ اب وقت شام کس کا بچھونا بچھاؤں گی — کس کو نماز شب کے لیے میں جگاؤں گی
کس کو اذانِ صبح کی خاطر اٹھاؤں گی — اب گھر سے جاؤں گی تو کہاں تم کو پاؤں گی
چلّا کے آج روتی ہوں میں اضطراب میں
یہ بھی نہیں امید کہ آؤ گے خواب میں

۴۱ واری یہ کیا، میں روتی ہوں تم مسکراتے ہو   ہاں، اپنے دادا جان کو بالیں پہ پاتے ہیں
جاتے ہو ان کے ساتھ ہمیں چھوڑے جاتے ہو   اب دردِ دل کا حال نہیں کچھ سناتے ہیں
آسان جان کنی کو کیا کہہ کے 'یا علیؑ'،
مشکل کے وقت آ ہی گئے مرتضیٰ علیؑ،

۴۲ لو اب یہ آرزو ہے ہماری، جواب دو   کیسا کفن میں دوں تمہیں، واری جواب دو
تربت کہاں بناؤں تمہاری جواب دو   ہو کس طرح سے تعزیہ داری، جواب دو
آئی ندا کہ ساتھ شہیدوں کا دیں گے ہم
چہلم کے روز غسل و کفن دیکھ لیں گے ہم

۴۳ خاموش، اب فلک پہ ہے شور و فغاں دبیر   بانو کے بین ہو نہ سکیں گے بیاں، دبیر
مجلس میں ہے قیامت کبرا عیاں، دبیر   شہ کے جواں کو روتے ہیں پیر و جواں دبیر
نیرنگیاں دکھاتا ہے چرخِ کہن کا رنگ
فرصت زمانہ دے تو دکھا دوں سخن کا رنگ

تمت بتاریخ ۴ر روز دوشنبہ ۱۲۸۲ھ ہجری از خط بد نمط احقر اشرف النساء بیگم تحریر یافت بقلم خاص مرثیہ مرزا دبیر صاحب۔

سلہ دیکھو عصیاں کے عارنے سے جو دل ناتواں ہوا

فرہنگ

۱۔ نِہال: پودا۔ درخت (استعارہ ہے جوان فرزند سے)
۲۔ تھالے: درخت میں پانی دینے کے لیے بنا ہوا گڑھا۔
۳۔ دَشتِ قِتال: (دشت، میدان۔ قِتال، جنگ) میدان جنگ۔
۴۔ ثانیِ پیمبر: تصویرِ رسول، شبیہ پیغمبر۔ حضرت علی اکبر۔
۵۔ صادق کے ہم شبیہ: (صادق: رسول اللہؐ کا لقب) رسول کی صورت سے ملتے جلتے۔ عورتیں "شبیہ" کے بجائے ہم شبیہ بولتی تھیں (لکھنؤ)
۶۔ محکمے میں حشر کے: حشر کا محکمہ، عدالت خداوندی۔ مَحکَمہ: کچہری۔
۷۔ اَتقِیا: (تقی کی جمع) پرہیزگار لوگ (اَشقِیا کی ضد)
۸۔ کردگار: خدا۔
۹۔ با سرِ عُریاں: ننگے سر۔
۱۰۔ جگر پر چھریاں چلنا: بے حد درد اور غم ہونا۔
۱۱۔ اوٹ: پردہ۔
۱۲۔ سرکو: (سرکنا، ہٹنا) ہٹو، چلو۔
۱۳۔ شتابی: جلدی۔ شتاب۔
۱۴۔ رَخت: لباس۔
۱۵۔ کان کی لو پھرنا: موت کے آثار ظاہر ہونا۔
۱۶۔ منکا ڈھلنا: نزع کا وقت۔
۱۷۔ مایوں بٹھانا: مانجھے بٹھانا۔ شادی سے قبل دولہا، اور دولھن کو اپنے اپنے گھروں میں زرد کپڑے پہنا کر کسی کمرے میں بٹھا دینا جہاں صرف اس کی سہیلیاں جا سکیں۔
۱۸۔ اُبٹنا: وہ خوشبو دار مسالا جو شادی کے موقع پر دولہا دولھن کے جسم پر ملا جاتا ہے۔